آؤمل کر پڑھیں
مڈل کلاسز کے لیے
پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

فہرست

ننھا مجاہد

اعتزاز حسن (شہید)

''تمغۂ شجاعت''

تاریخ میں ایسے لوگوں کی ان گنت مثالیں موجود ہیں جنھوں نے دوسروں کی خاطر اپنی زندگیاں قربان کر کے موت کو گلے لگا لیا لیکن اُن کی یہ قربانیاں دوسروں کے لیے زندگی اور آزادی کا پیغام بنیں۔ ایسی ہی ایک مثال ہماری قوم کے ننھے ہیرو کی ہے جس نے اپنی زندگی قربان کر کے اپنے سینکڑوں ساتھی طالبِ علموں کو ایک نئی زندگی بخش دی۔

آیئے آج ہم آپ کو ایک ننھے قومی ہیرو کے متعلق بتاتے ہیں جو میدانِ جنگ میں نہیں بلکہ سکول کے میدان میں شہید ہوا۔ جس کے بروقت فیصلے نے بے شمار ساتھی طالبِ علموں کی زندگیوں کو بچا لیا۔ جنگ کے میدانوں میں ہماری بہادر فوج کے جوانوں نے جرأت اور بہادری کی بہترین مثالیں قائم کی ہیں مگر اس چھوٹے سے طالبِ علم نے اپنی جان دوسروں پر قربان کر کے ایثار اور قربانی کی ایک ایسی عظیم مثال قائم کی ہے کہ بے اختیار ہر کوئی اس کو سلام پیش کر رہا ہے۔

جی ہاں! یہ ہنگو کے علاقے ابراہیم زئی گاؤں کے سکول میں شہید ہونے والا نویں جماعت کا طالبِ علم اعتزاز حسن ہے

ہر والدین کی طرح اعتزاز کے والدین کی بھی یہ خواہش تھی کہ ان کا بیٹا بڑا ہو کر خوب علم حاصل کرے، اسے اچھا روزگار ملے اور وہ ان کے بڑھاپے کا سہارا بنے۔ یہی خواب لیے اعتزاز کے والدین اسے روزانہ سکول بھیجتے۔

اُنھوں نے تو کبھی یہ سوچا ہی نہ تھا کہ ان کا بیٹا اتنی چھوٹی عمر میں اتنا بڑا کام کر جائے گا کہ ان کا سر فخر سے بلند ہو جائے گا اور ملکی تاریخ میں ان کا ننھا سا بیٹا شجاعت کی ایسی داستان چھوڑ جائے گا جو تمام بچوں کے لیے ہمت اور بہادری کا نشان ہو گی۔

اعتزاز حسن کی شہادت کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ:

6 جنوری 2014ء کو اعتزاز کے والدین نے اپنے بچے کو معمول کے مطابق سکول بھیجا۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ سکول جا رہا تھا کہ سکول کی وردی پہنے ہوئے ایک مشکوک لڑکے نے اس سے سکول کا پتہ پوچھا، وہ بھی ٹھیک سکول کے سامنے، تو اعتزاز کو شک ہوا کہ یہ لڑکا سکول پڑھنے نہیں بلکہ کسی اور ہی ارادے سے آیا ہے۔ اعتزاز نے اس مشکوک لڑکے کا پیچھا کیا۔ اور اُسے للکار رُک جانے کو کہا۔ اس مشکوک لڑکے نے رکنے کی بجائے سکول میں گھسنے کی کوشش کی تو اعتزاز نے قریب پڑا پتھر اس کو دے مارا اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے پکڑ لیا۔ اس سے مشکوک لڑکا گھبرا گیا اور اُس نے اپنے آپ کو دھماکے سے اڑا لیا۔ اس دھماکے سے وہ خودکش حملہ آور موقع پر ہی ہلاک ہو گیا اور اس کو پکڑنے والا ننھا طالبِ علم اعتزاز حسن بھی شہید ہو گیا۔ اعتزاز کی بہادری کی وجہ سے خودکش حملہ آور کو مجبوراً سکول کے گیٹ پر ہی دھماکہ کرنا پڑا، اگر وہ سکول کے اندر ایسا کرتا تو بہت سے دیگر معصوم بچے اور اساتذہ بھی شہید ہو جاتے کیونکہ اس وقت سکول میں اسمبلی ہو رہی تھی اور سارا سکول اسمبلی گراؤنڈ میں جمع تھا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ اس وقت اسمبلی میں تقریباً دو ہزار کے لگ بھگ اساتذہ اور طلبا موجود تھے۔

اعتزاز نے اپنی جان دے کر اپنے دو ہزار ساتھی طالبِ علموں اور اساتذہ کو زندگی کا تحفہ دیا ہے اور ایک ایسی مثال قائم کی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس بہادری کی وجہ سے اسے ہنگو اور پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں ہیرو کہا جا رہا ہے۔

پاک فوج کے سپہ سالار جنرل راحیل شریف نے اعتزاز کی بہادری کوخراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

''اعتزاز حسن ایک قومی ہیرو ہے جس نے اپنا آج قوم کے کل کے لیے قربان کر دیا ہے''۔

خودکش حملہ آور کے سامنے دیوار بننے والے قوم کے اس بہادر بیٹے اعتزاز حسن کو اُس کی بے مثال جرأت، بہادری اور قربانی کے اعتراف کے طور پر حکومتِ پاکستان نے ملک کے سب سے بڑے سول اعزاز ''تمغۂ شجاعت'' سے نوازا۔

اعتزاز حسن-------------- انسانیت کی پہچان--------------- تجھے قوم کا سلام

شہید اعتزاز حسن کو پاک فوج کی جانب سے سلامی دی جا رہی ہے۔

ہم سب ایک ہیں

چھٹی جماعت کے لیے

مصنف : غیاث عامر

ایڈیٹر : شاہدہ جاوید

ڈیزائننگ : عائشہ وحید

لے آؤٹ : کامران افضال

ہمارا پیارا وطن پاکستان

قائداعظم محمد علی جناحؒ

21مارچ، 1948ء کو ڈھاکہ کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

''ہمیں بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان کے جھگڑوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے۔ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ پاکستانی بن کر زندگی گزاریں۔''

ہمارے پیارے وطن پاکستان میں ہمارے پنجابی، سندھی، پٹھان اور بلوچ بھائی رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ رسم و رواج اور رہن سہن میں کسی حد تک ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن علاقے اور زبان کے فرق کے باوجود ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ آیئے پڑھتے ہیں کیسے!

مذہبی و معاشرتی تہوار

ہم سب صوبوں کے لوگ مختلف مذہبی اور معاشرتی تہوار مثلاً عید الفطر، عید الاضحیٰ، عید میلادالنبیؐ اور شب برات بڑی عقیدت و احترام سے مناتے ہیں جس سے ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔

اہم دن

پاکستان کے تمام صوبوں کے لوگ مل کر پاکستان کے اہم دن مناتے ہیں جس سے پاکستانی عوام میں ایک دوسرے کے لیے تعاون، ہمدردی، محبت اور وفاداری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً 14 اگست قیامِ پاکستان کا دن، بانئ پاکستان قائداعظمؒ اور مفکرِ پاکستان علامہ اقبالؒ کے یومِ پیدائش اور یومِ وفات، یومِ کشمیر اور یومِ دفاع وغیرہ۔

ہماری زبانیں

اُردُو ــــــ ہماری قومی زبان

پاکستان میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اُردُو پاکستان کی قومی زبان ہے۔ جو صوبوں میں رابطے کی زبان اور قومی اتحاد کی علامت ہے یہ سارے پاکستان میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ہمیں دوسرے صوبوں کی زبانیں بھی سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔
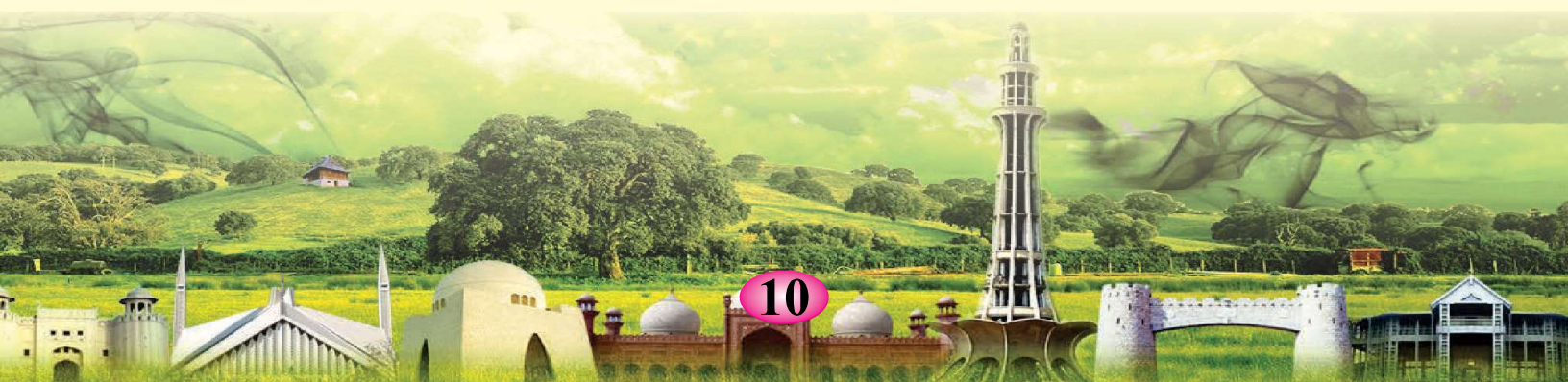
پاکستان کی علاقائی زبانیں

صوبہ بلوچستان	: بلوچی، براہوی، پشتو
صوبہ سندھ	: سندھی
صوبہ خیبر پختونخوا	: پشتو، ہندکو، چترالی
صوبہ پنجاب	: پنجابی، سرائیکی، پوٹھوہاری
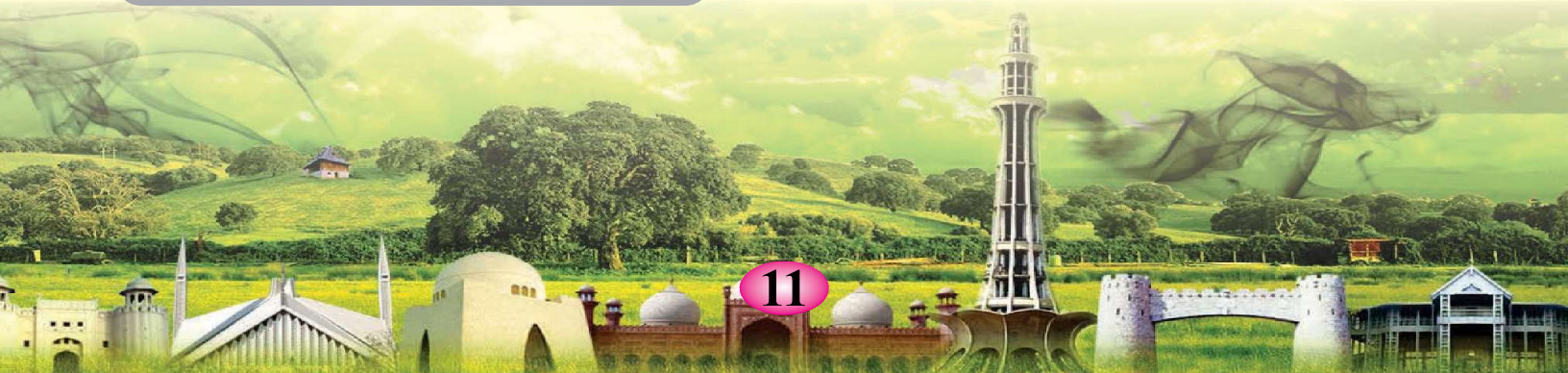
مذہبی ہم آہنگی

پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور پاکستان کی اہم ترین پہچان اسلام ہے۔ تاہم ہمارے غیر مسلم پاکستانی بھائی بھی تعداد میں کم ہونے کے باوجود ہمارے معاشرے کا بہت اہم حصہ ہیں۔ پاکستانی ذات پات، رنگ و نسل، علاقائی اور صوبائی امتیازات کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔

پاکستانی لباس اور کھانے

پاکستان کے ہر صوبے اور علاقے کے لوگ اپنی روایات کے مطابق لباس پہنتے ہیں۔ جس طرح ایک باغ میں مختلف پھولوں کی موجودگی سے باغ خوبصورت نظر آتا ہے، اسی طرح مختلف صوبوں کے بچوں کے لباس پاکستان کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔

پاکستان کے عوام ایک دوسرے کے صوبوں کے مختلف کھانوں کو بہت پسند کرتے ہیں مثلاً بلوچستان کی سجی، خیبر پختونخوا کا نمک کڑاہی گوشت، سندھ کی سندھی بریانی، پنجاب کا سرسوں کا ساگ اور مکئی کی روٹی پشاور سے کراچی اور کوئٹہ تک یکساں پسند کیے جاتے ہیں۔

مسائل کا حل

کسی بھی معاشرے میں انسانی رویے کی وجہ سے لڑائی جھگڑے یا امن ہوتا ہے۔ اگر ہم سب اتفاق سے رہیں تو معاشرے سے مسائل ختم ہو سکتے ہیں۔ اچھے انسان ہی دنیا میں امن قائم کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی مسئلہ یا تنازعہ ہو تو لڑنے کی بجائے اسے باہمی بات چیت سے حل کیا جا سکتا ہے، مثلاً کھانوں یا لباس کی پسند اور ناپسند کا مسئلہ یا کسی چیز کی ملکیت کا مسئلہ وغیرہ۔
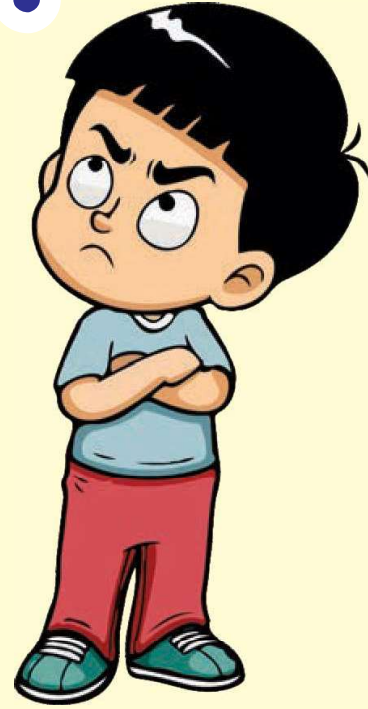
- پاکستان کے دو اہم دنوں کے نام بتائیں جن کو تمام پاکستانی مل کر مناتے ہیں۔
- پاکستان کے دو مذہبی اور معاشرتی تہواروں کے نام بتائیں جن کو تمام پاکستانی مل کر مناتے ہیں۔
- اگر آپ کے دو دوستوں کا کوئی مسئلہ یا تنازعہ ہو تو آپ اس کو کیسے حل کریں گے؟

زندگی رواں دواں رہے

ساتویں جماعت کے لیے

مصنفین: ناصر بشیر، سید صغیر الحسنین ترمذی

ایڈیٹر :شاہدہ جاوید

ڈیزائننگ : انجم واصف، ارحان احمد

"لیجیے صاحب!" ریلوے اسٹیشن آ گیا۔ٹیکسی ڈرائیور کی بات سنتے ہی اُجالا اور احسن اُچھل پڑے۔ انہوں نے جلدی جلدی اترنے کی تیاری شروع کر دی۔ وہ اپنے ابو اور امی کے ساتھ ریل گاڑی کے ذریعے لاہور سے ملتان جا رہے تھے جہاں ان کے تایا کے بیٹے منان کی شادی تھی۔ چونکہ ان کے خاندان میں بہت دیر بعد کوئی شادی ہو رہی تھی اس لیے اُجالا اور احسن بہت زیادہ خوش تھے۔ وہ اس بات پر بھی خوش تھے کہ ریل گاڑی کے ذریعے لاہور سے ملتان جا رہے تھے۔انہوں نے ٹیکسی سے اپنا سامان اتارا۔ان کے ابو نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور ریلوے اسٹیشن کی مرکزی عمارت کی طرف چل پڑے۔ان کے ابو نے ریزرویشن آفس سے پہلے ہی ٹکٹ خرید لیے تھے۔اس لیے انہیں اس بات کی فکر نہ تھی کہ سیٹ ملے گی یا نہیں۔ان کی سیٹیں پہلے سے محفوظ تھیں۔ریلوے اسٹیشن کی عمارت میں مسافروں کا ہجوم نہ تھا۔اُجالا اور احسن کے لیے یہ بات خاصی حیران کن تھی۔آخر اُجالا نے پوچھ ہی لیا۔

"ابو میں نے تو سنا تھا کہ ریلوے اسٹیشن پر بہت ہجوم ہوتا ہے۔آج تو یہاں بہت کم لوگ ہیں۔اس کی کیا وجہ ہے؟"

اس کے ابو بولے:"تم نے ٹھیک کہا۔آج یہاں مسافروں کا ہجوم نہیں ہے۔تمھیں معلوم ہی ہے کہ پچھلے دنوں ایک ٹرین میں بم دھماکہ ہو گیا تھا۔ جب اس طرح کا کوئی واقعہ ہوتا ہے تو بہت سے لوگ خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔لگتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ابھی تک اس بم دھماکے کا خوف موجود ہے۔" یہ بات سن کر احسن بولا:"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہمارے وطن کے دشمن اپنے ارادوں میں کامیاب ہو گئے ہیں۔لوگ ان سے ڈر گئے ہیں۔"

"نہیں بیٹا! ایسی کوئی بات نہیں۔ہم پاکستانی ان بزدل دشمنوں سے ہرگز ڈرنے والے نہیں۔وقتی طور پر کسی واقعے کا تھوڑا بہت اثر ضرور ہوتا ہے لیکن اس کے بعد زندگی پہلے کی طرح رواں دواں ہو جاتی ہے۔" اس کے ابو نے جواب دیا۔

"لیکن ابو! آپ یہ دیکھیں کہ ایک دھماکے کے بعد ہماری کتنی ریل گاڑیاں خالی چلتی رہتی ہیں۔جب لوگ ان کے

ذریعے سفر نہیں کریں گے تو ریلوے کو نقصان ہوگا۔" احسن بولا تم" ٹھیک کہتے ہو۔ اس طرح کے واقعات ہماری قومی ترقی کی رفتار کو کم کر دیتے ہیں۔ لیکن حوصلہ منداور بہادر لوگ ایسے واقعات کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ زندگی کی مشکلات کا جرأت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ موت ہر انسان کا مقدر ہے اس لیے وہ موت کی پرواہ نہیں کرتے۔" ابو نے جواب دیا۔ باتیں کرتے کرتے وہ اس دروازے کے قریب پہنچ گئے جس سے انہیں پلیٹ فارم پر جانا تھا۔

دروازے پر دو پولیس والے موجود تھے جو ہر شخص کو میٹل ڈیٹیکٹر سے چیک کر رہے تھے۔ پولیس والوں نے اُجالا' احسن اور ان کے امی ابو کو بھی میٹل ڈیٹیکٹر سے چیک کیا۔ یہ دیکھ کر احسن چپ نہ رہ سکا۔ بولا ابو: "ریلوے والوں نے یہ بہت اچھا کام کیا ہے کہ ہر آنے جانے والے کو چیک کیا جا رہا ہے۔" اس کے ابو بولے: "واقعی یہ ایک اچھا قدم ہے۔ ہر شخص کو ان پولیس والوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسی طرح ہماری حفاظت یقینی بنائی جاسکتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو انسانیت کے دشمن بغیر کسی روک ٹوک کے یہاں ہر روز آئیں گے اور لوگوں کی جانوں سے کھیلیں گے۔"

اُن کی امی جو ابھی تک خاموش تھیں بالآخر بولیں: "ہر شخص جو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا ہے اسے کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اب دیکھو ہم بھی گاڑی کے ذریعے سفر کرنے کے لیے آئے ہیں۔ جو لوگ بم دھماکے کرنے والوں سے ڈر جاتے ہیں وہ دراصل ان کے ارادوں کو کامیاب کرتے ہیں۔ انسانیت کے دشمنوں کی یہی خواہش ہے کہ ہم سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر گھروں میں دبک کر بیٹھے رہیں تا کہ ترقی کا پہیہ رُک جائے۔"

باتیں کرتے کرتے وہ چاروں پلیٹ فارم نمبر دو پر پہنچ گئے جہاں ان کی گاڑی پہلے ہی کھڑی تھی۔گاڑی روانہ ہونے

میں ابھی پچیس منٹ باقی تھے۔وہ چاروں اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔سامان برتھ پر رکھ دیا اور گاڑی کے چلنے کا انتظار کرنے

لگے۔دیکھتے ہی دیکھتے ان کے ڈبے میں بہت سے مسافر آ گئے اور سب اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔گاڑی کی روانگی کا وقت ہوا

تو گارڈ نے وسل بجائی۔انجن ڈرائیور نے دو دفعہ ہارن بجایا اور گاڑی رینگنے لگی۔چند ہی لمحوں میں گاڑی نے رفتار پکڑ لی۔

اُن کے ابو بولے "دیکھو بچو جس طرح ایک آدھ بم دھماکے سے یہ ریل گاڑیاں بند نہیں ہوتیں اسی طرح ہماری ترقی

کا سفر بھی نہیں رکتا۔ہمیں مشکل وقت سے کبھی نہیں ڈرنا چاہیے۔زندگی مشکلات ہی کا نام ہے۔ہمارے ایک پرانے

شاعر کا شعر ہے:

؎ چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے

اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

جس طرح یہ گاڑی اب تیزی سے بھاگ رہی ہے اسی طرح تم جیسے بہادر بچوں کی وجہ سے ہماری قومی ترقی کا پہیہ

بھی تیزی سے چلتا رہے گا۔ان شاءاللہ بچوں نے اپنی امی کے ساتھ مل کر کہا۔اُجالا اور احسن نے ڈبے کی کھڑکی سے باہر جھانکا تو

خوبصورت نظارے دیکھ کر وہ خوشی سے سرشار ہو گئے۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہے تھے کہ ان کا وطن کتنا خوبصورت ہے اور ساتھ ہی ساتھ دعا مانگ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس وطن کو اسی طرح شاد و آباد رکھے۔ آمین۔

تقریباً پانچ گھنٹے گذرنے کے بعد ملتان آ گیا اور وہ سب پلیٹ فارم پر اترے۔ وہاں بہت سے لوگ اپنا سامان اٹھائے کھڑے تھے جنہیں اس گاڑی پر سوار ہونا تھا۔

اُجالا اور احسن نے دل میں سوچا کہ جس طرح یہ گاڑی ہمیں اپنی منزل پر لے آئی ہے اسی طرح ان نئے مسافروں کو بھی اُن کی منزل تک لے جائے گی۔ یہ ان کی دعا نہیں بلکہ یقین تھا۔

آٹھویں جماعت کے لیے

تنگ نظری بنام رواداری

مصنفہ: لیقہ خانم

ایڈیٹر: شاہدہ جاوید

ڈیزائننگ : انجم واصف، ارحان احمد

تنگ نظری بنام رواداری

جہنم،

14 جنوری 2015

نہ سلام نہ دُعا!

اُمید ہے تم خیریت سے نہیں ہوگی اور آج کل فارغ بھی ہوگی، کیونکہ میرے ہوتے ہوئے تمھارا کیا کام۔ ہر طرف صرف میرا ہی راج ہے۔ مَیں ہی مَیں ہوں۔ تمھاری سب صورتوں کو میں نے اتنا بگاڑ دیا ہے کہ اب تم گھر بیٹھ کر میرے لگائے ہوئے تماشے دیکھو۔ کتنے مزے کی بات ہے کہ تمام لوگ میری برائیوں کے بارے میں جانتے ہیں مگر وہ پھر بھی میرے غلام بنتے جا رہے ہیں اور اب تو مجھے کوئی محنت بھی نہیں کرنا پڑتی کیونکہ میرا کام اب انسانوں نے سنبھال لیا ہے اور سب مجھ سے بھرپور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

تم اگر ایک دن گھر سے نکل کر شہر کا چکر لگاؤ تو دیکھو کہ بازاروں میں، جلسے جلوسوں، مسجدوں، کھیل کے میدانوں، تعلیمی اداروں میں اور یہاں تک کے لوگوں کے دلوں میں ، ہر طرف میرا ہی راج ہے۔ زبانوں کا فرق ہو یا ذات برادری کا، سیاست کا میدان ہو یا ہمسایہ ممالک سے نفرت، کہاں کہاں میرے چاہنے والے نہیں ہیں۔ میں نے امن وامان کو اس قدر بگاڑ دیا ہے کہ تم لاکھ کوشش کرو، چیخو چلاؤ کوئی تمھاری نہیں سُنے گا، میں نے ہر جگہ تمھارے وجود کو ختم کر دیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ سب زبان سے مجھے بُرا کہتے ہیں مگر پھر بھی عمل مجھ پر کرتے ہیں۔ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ پیسہ کمانے کا لالچ انہیں میرے اور قریب کر دیتا ہے۔ میں نے انسانوں میں سے صبر و تحمل، برداشت، لحاظ و مروت، قناعت، باہمی محبت، چھوٹوں سے پیار، بڑوں کا احترام، عورتوں اور ہمسائے کی عزت سب کچھ ختم کر کے انھیں الگ الگ کر دیا ہے۔ میری ہی وجہ سے انسان آج بہت سی نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ میری وجہ سے ہی اجتماعی سوچ پر انفرادی سوچ حاوی ہوتی جا رہی ہے اور اسی وجہ سے انسانوں کی زندگیوں میں مسائل کے ڈھیر لگتے جا رہے ہیں۔ میرے لیے خوشی کی بات یہ ہے کہ وہ یہ سب جانتے ہوئے بھی کہ یہ سب میری وجہ سے ہے وہ مجھے چھوڑنے پر تیار نہیں۔

قائدِ اعظم کے پاکستان میں اپنی مرضی کا نظام ٹھونسنے کے خواہش مند کچھ لوگوں نے ایک معصوم لڑکی کو گولی ماری،

اور میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب اِس کے اپنے ہی ہم وطنوں نے اِس لڑکی کے خلاف مہم چلا دی۔

جھوٹی باتیں پھیلا کر اقلیتوں اور دوسرے مسالک کے لوگوں کی عبادت گاہوں پر حملے کیے جاتے ہیں تو مجھے خوشی محسوس ہوتی ہے۔تمھیں قائم کرنے اور پھیلانے کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو بھیجا گیا، اُنہوں نے تمھیں نہ صرف قائم کیا بلکہ اپنی زندگیاں تمھیں پھیلانے میں صرف کر دیں۔مگر اُن کے دُنیا سے جاتے ہی انسان تمھیں بھلا کر آہستہ آہستہ میرے ہونے لگے۔ یہ سچ ہے کہ پچھلے وقتوں میں میرے چاہنے والوں کی تعداد بہت کم تھی اور مجھے اپنے وجود کے لیے بہت محنت کرنا پڑتی تھی سالوں بعد صرف چند ہی لوگ میرے بنتے تھے۔مگر اب کچھ عرصے سے میں بہت خوش ہوں کیونکہ اب مجھے محنت کم کرنی پڑتی ہے اور انسان خود بخود میرے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

اب بھی اگر تمھیں اپنے آپ پر بھروسہ ہے اور انسانوں سے کوئی اُمید ہے تو بے شک اپنی آخری کوشش کر کے دیکھ لو کہ جیت کس کی ہوتی ہے۔

تمھارے جواب کی منتظر،

تمہاری بہن،

تنگ نظری

رواداری بنام تنگ نظری

بہشت !

15 جنوری 2015

تمھارا نفرت نامہ ملا پڑھ کر حیرت نہیں ہوئی کیونکہ تم سے یہی امید ہے۔ ہر شخص تمھاری برائیوں کے بارے میں جانتا ہے کہ تم نے انسانوں کے دلوں سے محبت کا جذبہ ختم کر کے نفرتوں کے بیج بو دیئے ہیں، جس سے انسانیت کا احترام ختم ہو گیا ہے۔ انسانوں کی اچھائیوں کو ختم کر دیا ہے، ہر طرف نفرت اور لڑائی جھگڑے کا ماحول ہے۔ رحم اور معاف کرنے کے جذبے ختم ہوتے جا رہے ہیں، جس کے نتیجے میں آج اللہ تعالیٰ کی مخلوق مسائل اور مشکلات میں گھری ہوئی ہے، لیکن میری امید ابھی بھی زندہ ہے۔ میں نے بارہا سوچا کہ تمھیں ملنے آؤں مگر تمھارا اور میرا اکھٹے ہونا ناممکن ہے۔ تمھاری وجہ سے بے شک اُس معصوم لڑکی کو بہت تکلیف ہوئی مگر جب اُسے نوبل انعام ملا تو وہ تکلیف خوشی میں بدل گئی۔

کل میرا گزر بازار سے ہوا تو ایک ہجوم نظر آیا، جس میں کچھ لوگ ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے۔ جسے دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا۔ میں نے اُن کو سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر میری باتوں کا اُن پر کوئی اثر نہ ہوا۔ تھوڑا اور آگے بڑھی تو ایک سکول نظر آیا اور میں نے سوچا کہ یہاں تو ضرور میرا وجود ہوگا، مگر شدید مایوسی کا سامنا کرنا پڑا جب میں نے دیکھا کہ دو طالب علم اس بات پر جھگڑا کر رہے ہیں کہ ایک نے دوسرے کی استاد صاحب سے جھوٹی شکایت کی تھی۔ ایک طالب علم کہہ رہا تھا کہ اب میں تمھیں معاف نہیں کروں گا اور ایسا مزا چکھاؤں کہ تم زندگی بھر یاد رکھو گے۔ اِس منظر کو دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ لہٰذا میں نے رک کر اُن کو سمجھایا کہ ایک دوسرے سے پیار و محبت سے رہیں، برداشت اور معاف کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ میری بات سن کر وہ شرمندہ ہوئے اور ایک دوسرے کو گلے لگا لیا میں نے اُنھیں بتایا، کہ یہی نفرت مستقبل میں انتہا پسندی اور دہشت گردی کا سبب بن جاتی ہے۔

اِسی پریشانی کے عالم میں گھر پہنچ گئی۔ تھکاوٹ کے باعث بستر پر لیٹ گئی۔ اچانک ایک شور سے میری آنکھ کھل گئی۔ جب میں نے غور کیا تو یہ آوازیں میرے ساتھ والے گھر سے آ رہی تھیں۔ میں گھر سے باہر آئی اور پوچھنے لگی کہ معاملہ کیا ہے وہاں جا کر مجھے علم ہوا کہ جھگڑا بیٹی کو سکول بھیجنے پر ہو رہا ہے۔ یہ گھر سلمٰی اور وحید صاحب کا ہے۔ ان کے چار بچے ہیں۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی، تینوں بیٹے سکول جاتے ہیں مگر وحید صاحب بیٹی کے سکول جانے کے خلاف

ہیں۔ اُن کے خیال میں لڑکیوں کوتعلیم دلوانا ضروری نہیں ہے۔لڑکیوں کوصرف گھر سنبھالنا ہے اس لیے وہ صرف گھر داری کا کام سیکھیں اور بھائیوں کے کام کریں۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے تم پر شدید غصہ آیا کیونکہ یہ سب تمھارا کیا دھرا ہے۔میں نے وحید صاحب سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں نے اُنھیں کہا کہ وہ اپنی بیٹی کی تعلیم کے اتنے خلاف کیوں ہیں کہ اپنے دین کی تعلیمات بھی بھلا بیٹھے ہیں، جس کی رو سے علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے لڑکی اور لڑکے دونوں کا تعلیم حاصل کرنا اہم ہے۔میری باتوں کا وحید صاحب پر کافی مثبت اثر ہوا اور اُنھوں نے اپنی بیٹی کو تعلیم دلوانے کا فیصلہ کرلیا۔اِس واقعہ سے مجھے بہت حوصلہ ہوا کہ ابھی بھی لوگوں میں کہیں نا کہیں میرا وجود زندہ ہے۔

اِسی حوصلے کو لے کر میں نے سوچا کہ ایک چکر شہر کا اور لگانا چاہیے۔ میں گھر سے نکل کر اُس طرف چلی جدھر ایک چرچ تھا۔ بہت سے لوگ چرچ سے نکل رہے تھے، میں نے سوچا، اِن کے قریب ہو کر اِن کی باتیں سنوں کہ اندر سے کیا سُن کر آرہے ہیں۔ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا تھا، محمد بلال تمھیں یہاں آکر کیسا لگا میں اُس کا نام سُن کر کچھ حیران ہوئی، میں نے آگے بڑھ کر محمد بلال سے پوچھا، کہ وہ یہاں چرچ میں کیا کر رہا ہے، اُس نے جواب دیا کہ میں ہر اتوار کسی نہ کسی مذہب کی عبادت گاہ جاتا ہوں، تاکہ اُن کی اچھی باتیں سیکھوں، میں نے اِس کی وجہ پوچھی کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ اُس نے جواب دیا ، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ سب مذاہب بھائی چارہ ، پیار و محبت، امن اور بھلائی کا درس دیتے ہیں۔ ہمیں سب مذاہب، اُن کی عبادت گاہوں اور تہواروں کا احترام کرنا چاہیے۔قرآن پاک میں ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔محمد بلال کی گفتگو کے بعد مجھے کچھ سکون محسوس ہوا۔

تمھاری جتنی بھی صورتیں ہیں، چاہیے ذات برادری ہو، زبانوں کا فرق ہو، فرقہ اور علاقوں کا جھگڑا ہو، سب انسان سے انسان کو دور کرتے ہیں۔ یہ سب حسد، بغض، خوف اور لالچ کی وجہ سے ہے، لیکن جان لو کہ تمھاری لگائی ہوئی اِس آگ کو بجھانے کے لیے میرا ایک قطرہ ہی کافی ہے، تمھارے دن گنے جاچکے ہیں، اور میں بہت قریب سے دیکھ رہی ہوں کہ پیار و محبت، امن وآشتی اور عدل وانصاف کے بے لوث جذبے ہمیشہ کے لیے تمھیں ختم کردیں گے۔ بہت راج کرلیا اب سدھارو ملکِ عدم۔

والسلام،

تمھاری کبھی نہ ہونے والی بہن،

''رواداری''

ملی نغمہ

ہم وطن بھائیو، ہم وطن دوستو

آؤ بدلیں پرانا چلن دوستو

ہم وطن دوستو، ہم وطن دوستو

دیس اپنا ہے یہ اپنی دولت ہے یہ   ہم امیں ہیں مقدّس امانت ہے یہ

اس امانت کی مل کر حفاظت کرو

ہم وطن بھائیو، ہم وطن دوستو

رات کو چاند تاروں سے تاباں کرو   صبح کی روشنی میں سویرے بھرو

ان اُجالوں کو ہمراہ لے کر چلو

ہم وطن بھائیو، ہم وطن دوستو

آؤ مل کر حوادث کا رُخ موڑ دیں   ٹھہر جائے جو منزل اُسے چھوڑ دیں

آؤ آگے بڑھو اور آگے بڑھو

ہم وطن بھائیو، ہم وطن دوستو

غفلتوں میں کئی منزلیں کھو چُکے   اپنی محرومیوں پر بہت رو چُکے

اُٹھو آؤ نئے وقت کا ساتھ دو

ہم وطن بھائیو، ہم وطن دوستو

(صوفی تبسّم)

بہادر بچے (گیت)

پاکستانی بچے ہیں ہم ، امن سے اتنا پیار ہمیں
اپنے اندر کے دشمن سے لڑنا ہے اس بار ہمیں

دریا میں طغیانی ہے ، منجدھار میں کشتی ٹھہری ہے
لیکن ہم نے سوچ لیا ہے، جانا ہے اُس پار ہمیں

کلیاں دل کی کِھل جائیں گی، بادِصبا اِٹھلائے گی
فصلِ بہار ہے آنے والی ، دِکھتے ہیں آثار ہمیں

صحنِ چمن کی مٹی کو ہم اپنے خون سے سینچیں گے
اس کا اِک اِک صحرا آخر کرنا ہے گلزار ہمیں

ہم آنکھوں میں سپنے لے کر آگے بڑھتے جائیں گے
موت سے ہم کو ڈر نہیں لگتا، جینے سے ہے پیار ہمیں

منزل پر پہنچیں گے اِک دن ، وہیں قیام کریں گے
روک نہیں سکتی ہے ناصؔر کوئی بھی دیوار ہمیں

ناصؔر بشیر

قومی ترانہ

پاک سَرزمین شاد باد کِشورِ حَسِین شاد باد

تُو نِشانِ عزمِ عالی شان ارضِ پاکستان

مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَرزمین کا نِظام قُوّتِ اُخوّتِ عوام

قوم مُلک سلطنت پایندہ تابندہ باد

شاد باد منزلِ مُراد

پَرچمِ ستارہ و ہِلال رہبرِ ترقّی و کمال

ترجمانِ ماضی، شانِ حال جانِ اِستِقبال

سایۂ خدائے ذُوالجلال